سورة الانفال

آیات ۲۹ - ۳۷

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ
اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ
يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾ وَ اِذْ قَالُوا
اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٢﴾ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ
يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا
اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ
الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ
يُغْلَبُوْنَ ۬ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۙ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ
يَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ۧ ﴿٣٧﴾

آیات ۲۷ اور ۲۶ (گذشتہ رکوع)

- مسلمانوں کو دو نصیحتیں کی گئیں اور پھر تمام برائیوں اور بیماریوں کا حقیقی سبب بتایا گیا جس کی وجہ سے اکثر اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں جو بالآخر عقیدے کی خرابی پر منتج ہوتے ہیں۔

پہلی نصیحت :

- اے ایمان والو ! اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو یعنی تم نے اللہ اور رسول کے ساتھ جو ایمان کی صورت میں عہد و پیمان کیا ہے اگر تم نے اس میں کچھ بھی کمزوری دکھائی اور اس کے تقاضوں کے خلاف کوئی کام کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کر رہے ہو اور یہ بات ایسی ہے کہ جسے ہم پورے دین کی بنیاد کہہ سکتے ہیں۔

دوسری نصیحت :

- مسلمانو تم اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو یعنی تمہارے مالی معاملات، عدالتی معاملات، تجارتی معاملات، قومی معاملات، اور بین الاقوامی معاملات کی بنیاد تمہارا آپس کا عہد و پیمان اور تمہارے باہمی معاہدے ہیں۔ جب بھی ایفائے عہد اور ایفائے معاہدہ میں نیت کی خرابی پیدا ہوتی ہے تو وہیں خیانت کا ارتکاب شروع ہو جاتا ہے اور پوری اجتماعی زندگی اس کے نتیجے میں تلپٹ ہو کر رہ جاتی ہے

آیات ۲۹ تا ۴۰ کا مضمون

- مسلمانوں کو تمام ایمانی، اخلاقی اور معاملاتی خرابیوں کے پیدا ہونے کے اسباب بیان کر دینے کے بعد انہیں بتایا گیا
  - ← تم جب بھی کبھی اللہ اور رسول کے تعلق میں کمزوری کا شکار ہوتے ہو یا باہمی معاملات میں کسی خیانت کا ارتکاب کرتے ہو تو اس کے سبب صرف دو ہوتے ہیں ایک مال و دولت کی محبت اور دوسرا اولاد کی محبت
  - ← یہ دونوں محبتیں فطری ہیں لیکن جب یہ حد سے گزر جاتی ہیں تو پھر یہ کسی انتہا پر بھی رکتی نہیں اور اس کے نتیجے میں اسلامی خوبیاں تو ایک طرف رہیں انسانی خوبیاں بھی رخصت ہو جاتی ہیں
  - ← آدمی دولت کے حصول کو زندگی کا مقصد بنالیتا ہے، اولاد کو بہتر سے بہتر مستقبل دینے کے لیے اپنے ایمان اخلاق اور عزت و آبرو کو بھی داؤ پر لگا دیتا ہے، ان بنیادی بیماریوں اور کمزوریوں سے بچنے کے لیے علاج تجویز کیا گیا
  - ← مسلمانوں کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ اگر تم اللہ کے عہد و پیمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ مال و اولاد کی محبت میں پھنس کر تم نے کمزوری نہ دکھائی تو جلد وہ وقت آجائے گا کہ وہ تمہارے لیے فرقان نمایاں کرے گا
  - ← اپنی تدبیر کے متعلق بتایا۔ جو اس نے اپنے رسول کو کفار کی متفقہ سازش سے بچانے اور اس کے لیے ہجرت کی راہ کھولنے کے لیے اختیار فرمائی (وہ ہجرت جو غلبہ اسلام کا دیباچہ اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی تمہید بنی)
  - ← قریشِ مکہ کے جرائم گنوائے اور مسلمانوں کو ان سے جنگ کرنے کا جواز (Legitimacy of war) فراہم کیا گیا
  - ← قریش کو دھمکی، کہ بہتر ہے کہ وہ اپنی روش بدلیں اور اس دعوت کو قبول کرلیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ ان کے سامنے بھی وہی انجام آنے والا ہے جو رسولوں کی تکذیب کرنے والی پچھلی قوموں کے سامنے آچکا ہے

يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۲۹﴾

يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا - اے لوگو ! جو ایمان لائے

اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ - اگر تم لوگ تقویٰ کروگے اللہ کا

اِتَّقٰى يَتَّقِي ، اِتِّقاءً - تقویٰ کرنا، ڈرنا (۱۷)

يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا - تو وہ بنادے گا تمہارے لیے ایک فرقان

فُرۡقَان - فرق کرنے والی چیز، کسوٹی

وَّيُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ - اور وہ دور کردے گا تم سے

كَفَّرَ يُكَفِّرُ ، تَكۡفِيۡرًا - دور کرنا (۱۱)

سَيِّاٰتِكُمۡ - تمہاری برائیوں کو

سَيِّأت ، سَيِّئَةٌ کی جمع (برائیاں)

وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ - اور وہ معاف کردے گا تم کو

وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ - اور اللہ عظیم فضل والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

اے ایمان لانے والو، اگر تم خداترسی اختیار کروگے تو اللہ تمہارے لیے کسوٹی بہم پہنچا
دے گا اور تمہاری بُرائیوں کو تم سے دُور کر دے گا، اور تمہارے قصور معاف کر دے
گا اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے

Believers! If you fear Allah He will grant you a criterion and will cleanse you of your sins and forgive you. Allah is Lord of abounding bounty.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

تمام کمزوریوں کا علاج اور فرقان کی شرط اولین۔ تقویٰ

- قرآن کریم نے تقویٰ پر جتنا زور دیا ہے کسی اور چیز پر اتنا زور نہیں دیا، تقویٰ پورے دین کی اساس، اس کی روح اور اس کا جوہر ہے۔ قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ بیشتر آیات کے اول یا آخر میں تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ تمام عبادات حتیٰ کہ عدل واحسان کا مقصد تقویٰ کا حصول بتایا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ بڑی سے بڑی نیکی بھی تقویٰ کی روح سے اگر خالی ہو تو وہ قبول نہیں ہوتی۔ جنت کی نعمتوں کو بالعموم اہل تقویٰ کے لیے مخصوص فرمایا ہے۔
- گذشتہ رکوع میں بیان میں کی ہوئی ساری نصیحتوں کا خلاصہ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کا ثمرہ یہاں بیان کر دیا گیا ہے کہ اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا یعنی خدا سے ڈرتے رہے اور اس کی مخالفت سے بچتے رہے تو اللہ تعالیٰ تم کو تین چیزیں عطا کرے گا۔ ایک فرقان، دوسرے گناہوں سے معافی، تیسرے مغفرت
- **فرقان:** کے لیے قریب ترین اردو لفظ شاید کسوٹی ہے جو کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کو نمایاں کرتی ہے، یعنی اگر تم دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو تمہاری دلی خواہش یہ ہو کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کر دے گا جس سے قدم قدم پر تمہیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ کونسا رویہ صحیح ہے اور کونسا غلط، کس رویہ میں خدا کی رضا ہے اور کس میں اس کی ناراضی۔ زندگی کے ہر موڑ، ہر دوراہے، ہر نشیب اور ہر فراز پر تمہاری اندرونی بصیرت تمہیں بتانے لگے گی کہ کدھر قدم اٹھانا چاہیے اور کدھر نہ اٹھانا چاہیے، کونسی راہ حق ہے اور خدا کی طرف جاتی ہے اور کونسی راہ باطل ہے اور شیطان سے ملاتی ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝٣٠ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ

مکر: اردو میں تو برے معنوں میں مگر عربی میں اچھے اور برے دونوں معانی میں

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ - اور جب سازش کی آپ کے لیے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا

(ث ب ت)

أَثْبَتَ يُثْبِتُ ، إِثْبَاتًا - روک دینا، پابند کرنا، باندھنا (IV)
(جس میں قید کرنا، گرفتار کرنا بھی شامل ہیں)

لِيُثْبِتُوْكَ - کہ وہ قید کریں آپ کو

اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ - یا قتل کریں آپ کو یا نکال دیں آپ کو

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ - اور وہ چال چل رہے تھے اور اللہ (بھی) تدبیر کر رہا تھا

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ - اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا - اور جب پڑھی جاتیں ان پر ہماری آیات

قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ - (تو) کہتے ہیں ہم سنا اگر ہم نے چاہا

لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾

لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ - یقیناً ہم کہ سکتے ہیں اس جیسا

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ - نہیں ہے یہ مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ - پہلے لوگوں کی کہانیاں

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ - اور جب انھوں نے کہا کہ اے اللہ

اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ - اگر ہے یہ ہی حق

مِنْ عِنْدِكَ - تیرے پاس سے

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا - تو، تُو برسا ہم پر

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ - کچھ پتھر آسمان سے

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ - یا لے آ ہم پر کوئی دردناک عذاب

اَسَاطِیر - فرضی کہانیاں، افسانے (جمع)

أُسْطُوْرَة - واحد

سطر - سیدھی لکیر (کسی چیز کی بھی قطار)، کتاب میں لکھے حروف کی قطار

أَمْطَرَ يُمْطِرُ ، إِمْطَارًا - (بارش) برسانا (IV)

حِجَارَة ، حَجَر کی جمع (پتھر)

اَوْ - اِئْتِ - نَا

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ
عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ
الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾

وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرینِ حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔ جب ان کو ہماری آیات سنائی جاتی تھیں تو کہتے تھے کہ "ہاں سُن لیا ہم نے، ہم چاہیں تو ایسی ہی باتیں ہم بھی بنا سکتے ہیں، یہ تو وہی پُرانی کہانیاں ہیں جو پہلے سے لوگ کہتے چلے آ رہے ہیں، اور وہ بات بھی یاد ہے جو اُنہوں نے کہی تھی کہ "خدایا اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ"

And recall how those who disbelieved schemed against you to take you captive, or kill you, or drive you away. They schemed and Allah did also scheme. Allah is the best of those who scheme. And when Our verses are recited to them, they say: 'We have heard. We could, if we willed, compose the like of it. They, are nothing but fables of the ancient times. And also recall when they said: 'O Allah! If this indeed be the truth from You, then rain down stones upon us from heaven, or bring upon us a painful chastisement.

وَاِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ ؕ وَیَمۡکُرُوۡنَ وَیَمۡکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ ﴿۳۰﴾

آپ ﷺ کے خلاف دارالنّدوہ کی سازش

- ہجرت سے پہلے، قریش کا یہ اندیشہ یقین کی حد کو پہنچ چکا تھا کہ اب مُحمد (ﷺ) بھی مدینہ چلے جائیں گے۔ تو انھوں نے آپؐ کے معاملہ میں ایک آخری فیصلہ کرنے کے لیے دارالنّدوہ میں تمام رؤسائے قوم کا ایک اجتماع کیا اور اس امر پر باہم مشاورت کی کہ اس خطرے کا سدّ باب کس طرح کیا جائے؟
- اس مشاورت میں مختلف آراء پیش ہوئیں اور مسترد کر دی گئیں، بالآخر ابو جہل کی اس رائے پہ ان کا اتفاق ہو گیا کہ ہم اپنے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک عالی نسبت تیز دست جوان منتخب کریں اور یہ سب مل کر ایک بار محمد ﷺ پر ٹوٹ پڑیں اور اسے قتل کر ڈالیں۔ اس طرح خون تمام قبیلوں پر تقسیم ہو جائے گا اور بنو عبد مناف کے لیے نا ممکن ہو جائے گا کہ سب سے لڑ سکیں اور مجبوراً خون بہا پر فیصلہ کرنے کے لیے راضی ہو جائیں گے
- قریش نے جن اکابر مجرمین کو اس نامبارک کام کے لیے منتخب کیا ان کی تعداد 11 تھی (۱: ابو جہل بن ہشام ۲: حکم بن عاص ۳: عقبہ بن ابی معیط ۴: نضر بن حارث ۵: امیہ بن خلف ۶: زمعہ بن اسود ۷: طعیمہ بن عدی، ۸: ابیؔ ۹: نبیہ بن الحجاج، ۱۰: منبہ بن الحجاج)
- قتل کا وقت بھی مقرر ہو گیا جو رات اس کام کے لیے تجویز کی گئی تھی اس میں ٹھیک وقت پر قاتلوں کا گروہ اپنی ڈیوٹی پر پہنچ بھی گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آپ ﷺ کو بحفاظت دشمنوں کے درمیاں سے نکال لیا اور آپؐ حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچ کر، ان کے ساتھ ہجرت کے لیے روانہ ہوئے

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ
عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۲﴾

دعوت اسلامی کے اثرات سے لوگوں کو بچانے کے لیے سردارانِ قریش کی تدبیریں

- ان دو آیات کا عنوان یہی ہے، مکہ کے عام لوگوں کو آپ ﷺ کی دعوت کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے قریش جو مختلف قسم کی تدبیریں کرتے رہتے تھے، ان کا ذکر قرآن میں متعدد بار ہوا ہے (اور یہاں بھی)
- قرآن کی تاثیر کو زائل کرنے کے لیے کہتے کہ اس طرح کا کلام تو ہم بھی پیش کر سکتے ہیں (اگرچہ قرآن نے اس کا چیلنج بار بار دیا اور کسی نے اس چیلنج کو پورا کرنے کی کوشش ہی نہیں کی)۔ اور کبھی اس کے متعلق کہتے کہ یہ تو بس اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں جو محمد (ﷺ) نے پہلے لوگوں کی کتابوں سے اخذ کی ہیں اور آپ لوگوں کو سنا دیتے ہیں (مستشرقین بھی سینکڑوں سال یہی جگالی کرتے رہے جو تحقیق کے اس دور میں اپنی موت آپ مر گئی)
- مکہ میں اس بیانیہ کا موجد، اس کو بڑھانے اور اس کے لیے عملی کام کرنے والا شخص قبیلہ بنی عبد الدار کا نضر بن الحارث تھا، جو آپ سے سخت دشمنی رکھتا تھا اور عراق و عجم سے قصہ گو مکہ لا کر انہیں عرب و عجم کے قصے سناتا
- سردارانِ قریش لوگوں سے یہ بھی کہتے کہ ہم اس قرآن کا انکار کر رہے ہیں، اب یہ اگر واقعی اللہ کی طرف سے ہے تو ہم پر اللہ کی طرف سے عذاب کیوں نہیں آ جاتا؟ اور دعائیہ انداز مین کہتے اے اللہ! اگر یہ قرآن تیرا ہی کلام ہے تو پھر اس کا انکار کرنے کے سبب ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا دے، یا کسی بھی شکل میں ہم پر اپنا عذاب نازل فرما دے۔ اور اس کے بعد وہ اپنی اس تدبیر کی خوب تشہیر کرتے کہ دیکھا ہماری اس دعا کا کچھ بھی ردِّ عمل نہیں ہوا۔ اس طریقے سے عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ - اور نہیں ہے اللہ

لِيُعَذِّبَهُمْ - کہ وہ عذاب دے ان کو

عَذَّبَ يُعَذِّب ، تعذیبًا - عذاب دینا (II)

وَاَنْتَ فِيْهِمْ - اس حال میں کہ آپ ان میں ہیں

وَمَا كَانَ اللّٰهُ - اور نہیں ہے اللہ

مُعَذِّبَهُمْ - عذاب دینے والا اُن کو

مُعذِّب - عذاب دینے والا

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ - اس حال میں کہ وہ لوگ استغفار کرتے ہیں

وَمَا لَهُمْ - اور ان کے لیے کیا ہے

اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ - کہ عذاب نہ دے ان کو اللہ

وَهُمْ يَصُدُّوْنَ - اس حال میں کہ وہ لوگ روکتے ہیں

صَدَّ يَصُدّ ، صَدًّا - روکنا، رکنا

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - مسجد حرام سے

وَ مَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ - حالانکہ وہ نہیں ہیں اس کے والی وارث

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ - نہیں ہیں اس کے والی وارث

اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ - مگر متقین (اہل ایمان)

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ - اور لیکن ان کے اکثر

لَا يَعْلَمُوْنَ - جانتے نہیں ہیں

اَوْلِيَآء ، وَلِي کی جمع ۔ متولّی، کارساز، مددگار

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَ اَنۡتَ فِيۡهِمۡ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَ هُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَ مَا لَهُمۡ اَلَّا
يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمۡ يَصُدُّوۡنَ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَ مَا كَانُوۡۤا اَوۡلِيَآءَهٗ ؕ اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ وَ
لٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾

اُس وقت تو اللہ ان پر عذاب نازل کرنے والا نہ تھا جبکہ تو ان کے درمیان موجود تھا اور نہ اللہ کا یہ قاعدہ ہے کہ لوگ استغفار کر رہے ہوں اور وہ ان کو عذاب دیدے لیکن اب کیوں نہ وہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ مسجد حرام کا راستہ روک رہے ہیں، حالانکہ وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں اس کے جائز متولی تو صرف اہلِ تقویٰ ہی ہو سکتے ہیں مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے

But Allah was not to chastise them while you are in their midst; nor was Allah going to chastise them while they sought His forgiveness.

But what prevents Allah from chastising them now when they are hindering people from the Holy Mosque, even though they are not even its true guardians. For its true guardians are none but the God-fearing, though most of them do not know that.

محمد اقبال

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

عذابِ الٰہی سے بچاؤ کی دو امانیں (protections)

- اس آیتِ کریمہ کا تعلق سابقہ دو آیات کے مضمون کے ساتھ ہے۔ جب قریش یہ کہتے کہ ہم قرآن، اس رسول اور اس کی دعوت کا انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ اس کی دو وجوہات یہاں بتائی گئی ہیں
- ایک تو آپ ﷺ کی ذات مبارکہ، اور آپؐ کا وجود مسعود، اور دوسرا استغفار
- اللہ کی سنت اور قانون یہ ہے کہ جب تک اللہ کا رسول اپنی قوم میں موجود ہوتا ہے اس کی حیثیت قوم میں ایک سپر اور ڈھال کی ہوتی ہے۔ اب تک جو قریش پر اللہ کا عذاب آنے سے رکا رہا تو اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی مکہ معظّمہ میں موجود تھی۔ لیکن آپ کی ہجرت کے بعد تو قریش اپنے تحفظ سے محروم ہوگئے ہیں۔ لیکن ان کی خوش قسمتی کہ اللہ کے ایک اور قانون نے ان کو کسی حد تک تحفظ دیا اور وہ تھا کہ مکہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی اب بھی ایک ایسی تعداد موجود تھی جو بوجوہ ہجرت نہیں کر سکی تھی، اور ۷۰ کے قریب وہ لوگ بھی جو مکہ سے باہر ابو بصیرؓ کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے بعد موجود تھے۔ ان کی استغفار اور عبادتوں سے مکہ پر اللہ کے عذاب کے اترنے سے رکا رہا۔
- عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ : **أنزل اللَّهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لأُمَّتِي** : وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الأنفال آية 33) " وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (الأنفال آية 33) فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيكُمُ الاسْتِغْفَارَ " - ترمذی
- اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیئے دو طرح کی سلامتی نازل کی ہے - پھر آپ نے سورۃ الانفال کی آیت 33 پڑھی، پھر حضورؐ نے فرمایا میں چلا جاؤں گا تو پہلی سلامتی اٹھ جائیگی تو میں نے امت کیلیئے ان کے درمیان استغفار دوسری سلامتی کو چھوڑ دیا ہے جو قیامت تک باقی رہے گی

وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۴

کعبہ کی تَولِیَت کے اصلی حقدار کون؟

- **اللہ کو ماننے والی قوموں کا بگاڑ-** اللہ کے دین ،اس کے احکام اور اس کے عطا کردہ ضابطہ حیات کو بالائے طاق رکھ کر خانہ ساز قسم کی چند مذہبی رسوم کو مکمل مذہب قرار دے کر اور اللہ سے اپنی چند نسبتیں اختراع کرکے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتی ہیں اور یہ یقین کرلیتی ہیں کہ ہماری زندگی کا یہ رویہ اور اللہ سے ہماری نسبتیں ہمارا وہ سرمایہ ہیں جس کی موجودگی میں ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔
- قریش مکہ نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کے متولی ہیں، رفادہ (حجاج کے لیے سامان خریدنا) اور اسقایا کی خدمتیں انجام دینے والے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔اللہ کے گھر کے سائے میں رہتے ہیں اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کی حفاظت میں آباد ہیں۔ایسی صورت میں اللہ کا عذاب ہمیں کیسے چھو سکتا ہے؟
- اس کا جواب یہاں دیا گیا ہے کہ اللہ کے یہاں کوئی حسب نسب نہیں چلتا بلکہ وہاں ایمان و عمل کا سکہ چلتا ہے۔ تمہارے اندر ایسی کون سی خصوصیت ہے جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کی ضمانت دے سکتی ہو۔تم اپنا سب سے بڑا امتیاز مسجد حرام سے وابستگی کو سمجھتے ہو اور حال تمہارا یہ ہے کہ تم لوگوں کو مسجد حرام آنے سے روکتے ہو، تم نے حضرت ابراہیم کی پیروی تو کیا اس گھر کی روایت تک بدل کر رکھ دی۔اللہ، معبودِ واحد کے اس گھر کو جسے ابراہیمؑ نے توحید کا مرکز ٹھہرایا تھا، تم نے بتوں سے بھر دیا ہے،اس کے حقیقی والی تو ایمان والے ہیں
- یہ اس سلسلے کی ابتدا ہے جس میں کعبہ پر قریشِ مکہ کی تولیت کو چیلنج کیا جارہا ہے اور آگے چل کر، توحید کے اس مرکز سے انہیں بے دخل کرنے اور اُن سے اِس معاملے میں جنگ کرنے کا جواز (Legitimacy) دی گئی

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ - اور نہیں ہوتی ہے ان کی نماز

عِنْدَ الْبَيْتِ - اس گھر کے پاس

اِلَّا مُكَآءً - مگر سیٹی بجانا

(م ك و) مُكَا يَمْكُوْ ، مُكْواً و مُكَاءً - سیٹی بجانا

وَّ تَصْدِيَةً - اور تالی پٹینا

(ص د ي) صَدّٰى يُصَدِّي ، تَصْدِيَةً - تالی بجانا (II)

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ - پس تم چکھو اس عذاب کو

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ - بسبب اس کے جو تم کفر کرتے تھے

یہ عذاب غزوۂ بدر میں ان کی مکمل شکست اور ہزیمت کی صورت میں تھا

اس گھر میں کہاں حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں (شرک سے بچنے کی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) - اور کہاں اب اس گھر کے مجاوروں کا ننگا طواف ، سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - بیشک جن لوگوں نے کفر کیا

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ - وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال

فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوٓا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾

لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ - تاکہ وہ روکیں اللہ کے راستے سے

فَسَيُنْفِقُونَهَا - پس وہ عنقریب (ابھی اور) خرچ کریں گے ان کو

س - حرفِ استقبال	أَنْفَقَ يُنْفِقُ ، إِنْفَاقًا - خرچ کرنا (IV)

ثُمَّ تَكُونُ - پھر وہ ہوگا

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً - ان پر ایک حسرت

حسرت - افسوس، پشیمانی، احساس محرومی، مایوسی

ثُمَّ يُغْلَبُونَ - وہ لوگ مغلوب کیے جائیں گے

وَالَّذِينَ كَفَرُوٓا - اور جنھوں نے کفر کیا

إِلَىٰ جَهَنَّمَ - جہنم کی طرف

يُحْشَرُونَ - وہ اکٹھا کیے جائیں گے

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝٣٥ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ
أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۝٣٦

بیت اللہ کے پاس ان لوگوں کی نماز کیا ہوتی ہے، بس سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے ہیں پس اب لو، اِس عذاب کا مزہ چکھو اپنے اُس انکارِ حق کی پاداش میں جو تم کرتے رہے ہو، جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لیے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لیے پچھتاوے کا سبب بنیں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے، پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گے،

Their Prayer at the House is nothing but whistling and handclapping. Taste, then, this chastisement for your denying the truth. Surely those who deny the truth spend their wealth to hinder people from the way of Allah, and will continue to so spend until their efforts become a source of intense regret for them, and then they will be vanquished, and then these deniers of the truth will be driven to Hell.

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾

حق کو روکنے کے لیے کفار مکہ کی مالی کوششیں

- گذشتہ آیات میں کفار مکہ کے اقوال اور بدنی اعمال کے احوال ذکر ہوا، اب یہاں ان کے مالی اعمال کا ذکر
- کفار مکہ کے ۱۲ سرداروں نے بدر میں ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک سردار لشکر کو کھانا کھلائے گا، پھر جب بدر میں شکست ہوئی تو ہزیمت خوردہ مجمع نے مکہ پہنچ کر ابو سفیان وغیرہ سے کہا کہ جو مال تجارتی قافلہ لایا ہے وہ سب محمد (ﷺ) سے انتقام لینے میں خرچ کیا جائے چنانچہ سب اس پر راضی ہوگئے....
- یہاں بتایا جارہا ہے کہ اِن کے مالی وسائل مخالفت اسلام کے لیے وقف ہیں، یہ اپنے مال اللہ کے راستے سے روکنے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ بھی بتایا جارہا ہے اس طرح یہ لوگ حق کا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ البتہ اس طرح اپنے مالوں کو خرچ کرنا ان کیلئے باعث حسرت وصدمہ ضرور ہوگا۔ پھر یہ مغلوب ہوں گے اور آخرکار ان کو اکٹھا کرکے جہنم کی طرف لایا جائے گا جہاں ان کا یہ خسارہ اور حسرت بدرجہ تمام وکمال ظاہر ہونگے
- ایک مال کا خرچ کرنا اللہ کے راستے میں، اس کے دین کے لیے، دین کی اشاعت اور اقامت کے لیے (یہ انفاق فی سبیل اللہ ہے)، ایک مال کا خرچ کرنا شیطان کے راستے میں، حق کو روکنا، حق کے مقابلے میں لشکر کی تیاری، سازو سامان کی فراہمی، اسلحہ کی خریداری، اونٹوں، گھوڑوں اور راشن وغیرہ کا بندوبست، یہ انفاق فی سبیل الشیطان، فی سبیل الشرک اور فی سبیلِ طاغوت ہے
- یہ ایک ترغیب بھی۔ کفر وشرک کے متبعین اپنے نظام کو غالب کرنے کے لیے یہ انفاق - اور حق کے متبعین؟

لِيَمِيْزَاللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

لِيَمِيْزَاللّٰهُ الْخَبِيْثَ - تاکہ الگ کرے اللہ ناپاک کو

مَازَ يَمِيْزُ ، مِيْزًا - الگ کرنا، پہچاننا، فرق کرنا

اردو میں : تمیز، ممیّز، امتیاز، ممتاز

مِنَ الطَّيِّبِ - پاکیزہ سے

وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ - اور تاکہ وہ کردے ناپاک کو

بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ - اس کے بعض کو بعض پر

فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا - تب وہ ڈھیر لگائے گا اس کا سب کے سب کا

(ر ک م) رَكَمَ يَرْكُمُ ، رَكْمًا - ڈھیر کرنا، اکٹھا کرنا، ایک چیز کے اوپر دوسری کی تہہ لگانا

فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ - پھر وہ رکھے گا اس کو جہنم میں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ - وہ لوگ ہی خسارہ پانے والے ہیں

لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا
فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۳۷

تاکہ اللہ گندگی کو پاکیزگی سے چھانٹ کر الگ کرے اور ہر قسم کی گندگی کو ملا کر اکٹھا
کرے پھر اس پلندے کو جہنم میں جھونک دے یہی لوگ اصلی دیوالیے ہیں

so that Allah may separate the bad from the good, and join together all those who are bad into a pile one upon another, and cast them into Hell. They, it is they who are the losers.

محمد اقبال

لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

حقیقی خسارا

- اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے یہاں جس فرق و تمیز کو واضح فرمایا گیا ہے روزِ آخرت یہ پوری طرح واضح ہو کر سب کے سامنے آجائیگا (عملی طور پر)
- وہاں خبیث کو طیب سے الگ کر دیا جائے گا۔ ہر کافر خبیث ہے اور ہر مومن طیب ہے۔ طیب طیب جگہ میں یعنی جنت میں رکھے جائیں گے اور ان تمام خبثاء کو ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ ڈھیر کر دیا جائے گا (کوڑے کرکٹ کو جلانا ہو تو اس کے لیے طریقہ یہی اختیار کیا جاتا ہے)
- اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل کفر جس طرح اس دنیا میں تائید کفر میں ایک دوسرے کے پشت پناہ ہیں، اسی طرح جہنم میں ایک دوسرے کو جلانے کے لیے باہم د گرایندھن کا کام دیں گے
- یہی اصلی نامرادی ہے کہ دنیا میں ان کا انجام یہ ہوگا کہ یہ اپنے مال برباد کریں گے، کف افسوس ملیں گے۔ ذلت کے ساتھ شکست کھائیں گے اور آخرت میں یہ ہوگا کہ کوڑے کرکٹ کے انبار کی طرح اکٹھا کر کے جہنم میں جھونک دیے جائیں گے (خَسَرَ الدُّنیا والآخرة)
- اس سے بڑھ کر دیوالیہ پن اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان جس راہ میں اپنا تمام وقت، تمام محنت، تمام قابلیت، اور پورا سرمایہ زندگی کھپا دے اس کی انتہا پر پہنچ کر اسے معلوم ہو کہ وہ اسے سیدھی تباہی کی طرف لے آئی ہے اور اس راہ میں جو کچھ اس نے کھپایا ہے اس پر کوئی سود یا منافع پانے کے بجائے اسے الٹا جرمانہ بھگتنا پڑے گا۔

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۲۹ تا ۴۰ کا مضمون

- مسلمانوں کو تمام ایمانی، اخلاقی اور معاملاتی خرابیوں کے پیدا ہونے کے اسباب بیان کر دینے کے بعد انہیں بتایا گیا
- ← تم جب بھی کبھی اللہ اور رسول کے تعلق میں کمزوری کا شکار ہوتے ہو یا باہمی معاملات میں کسی خیانت کا ارتکاب کرتے ہو تو اس کے سبب صرف دو ہوتے ہیں ایک مال و دولت کی محبت اور دوسرا اولاد کی محبت
- ← یہ دونوں محبتیں فطری ہیں لیکن جب یہ حد سے گزر جاتی ہیں تو پھر یہ کسی انتہا پر بھی رکتی نہیں اور اس کے نتیجے میں اسلامی خوبیاں تو ایک طرف رہیں انسانی خوبیاں بھی رخصت ہو جاتی ہیں
- ← آدمی دولت کے حصول کو زندگی کا مقصد بنالیتا ہے، اولاد کو بہتر سے بہتر مستقبل دینے کے لیے اپنے ایمان اخلاق اور عزت وآبرو کو بھی داؤ پر لگا دیتا ہے، ان بنیادی بیماریوں اور کمزوریوں سے بچنے کے لیے علاج تجویز کیا گیا
- ← مسلمانوں کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ اگر تم اللہ کے عہد و پیمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ مال واولاد کی محبت میں پھنس کر تم نے کمزوری نہ دکھائی تو جلد وہ وقت آجائے گا کہ وہ تمہارے لیے فرقان نمایاں کرے گا
- ← اپنی تدبیر کے متعلق بتایا- جو اس نے اپنے رسول کو کفار کی متفقہ سازش سے بچانے اور اس کے لیے ہجرت کی راہ کھولنے کے لیے اختیار فرمائی (وہ ہجرت جو غلبہ اسلام کا دیباچہ اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی تمہید بنی)
- ← قریشِ مکہ کے جرائم گنوائے اور مسلمانوں کو ان سے جنگ کرنے کا جواز (Legitimacy of war) فراہم کیا گیا
- ← قریش کو دھمکی، کہ بہتر ہے کہ وہ اپنی روش بدلیں اور اس دعوت کو قبول کرلیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ ان کے سامنے بھی وہی انجام آنے والا ہے جو رسولوں کی تکذیب کرنے والی پچھلی قوموں کے سامنے آچکا ہے

دارُ النَّدْوَة

- ندوہ کا لفظ ن د و سے نکلا ہے، جس میں اکٹھے ہونے اور جمع ہونے کے معنی پائے جاتے ہیں
- دار الندوہ ، ایک عمارت تھی خانہ کعبہ کے سامنے جسے نبی کریم ﷺ کے چوتھے جدِ امجد قُصَیّ بن کِلاب نے تعمیر کیا تھا، اس کو اہل مکہ (قریش) کی پارلیمنٹ کی حیثیت حاصل تھی (اور اسے مکہ میں بننے والی پہلی پختہ عمارت بھی کہا جاتا ہے)
- قصی بن قلاب کو دارالندوہ تعمیر کروانے اور قریش مکہ کو یہاں جمع کرنے کی نسبت سے "مجمعی" یعنی جمع کرنے والا یا اکھٹا کرنے والا بھی کہا جاتا تھا۔
- یہ عمارت حرمِ مکی کے قدیم شمالی سمت کے دروازے "باب زيادة " جسے باب زيادة دار الندوة بھی کہا جاتا تھا کے سامنے تھی ، بعد میں اس دروازے کا نام باب القطبي رکھ دیا گیا (اس کے سامنے ایک مدرسہ "مدرسة قطب الدين الحنفي" ہونے کی نسبت سے) ان ناموں سے پہلے اسے باب سويقة بھی کہا جاتا رہا ہے)
- جب بھی قریش کو کوئی اہم سیاسی اور معاشرتی فیصلے کرنا ہوتے تو وہ اسی عمارت میں مشاورت کے لیے جمع ہوتے تھے گویا یہ ان کا دارالشوری یا اسمبلی ہال تھا۔ شادی بیاہ وغیرہ کی تقاریب بھی یہیں انجام پزیر ہوتی تھیں، اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں آنے والے اور یہاں سے جانے والے تجارتی قافلے دارالندوہ سے ہو کر گزرتے تھے۔ قریش مکہ کے سرداروں نے نبی کریم کے قتل کا مشورہ یہیں جمع ہو کر کیا تھا۔

باب زيادة دار الندوة

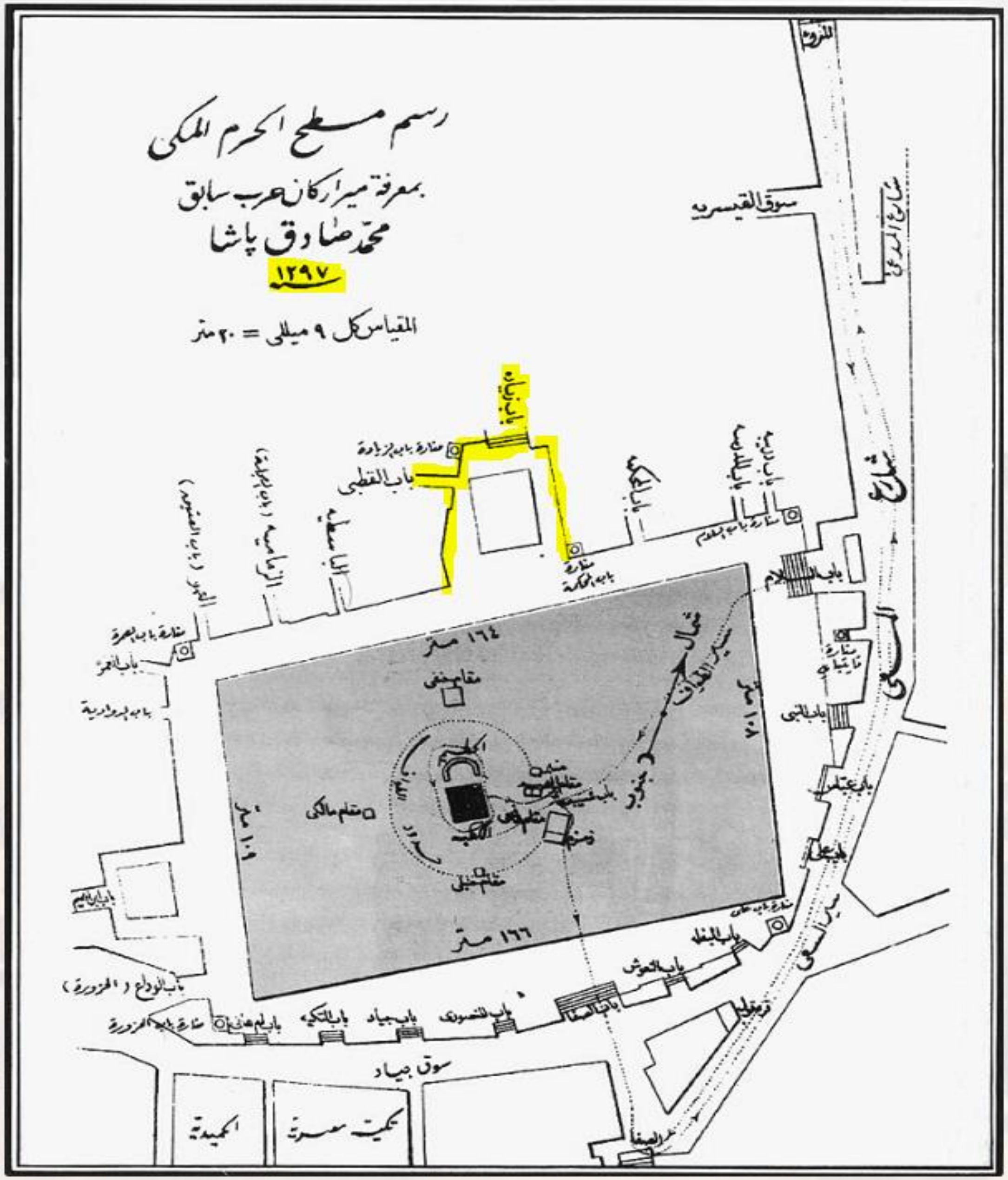

باب الزيادة (باب سويقة) - ١٣٦٧ هـ

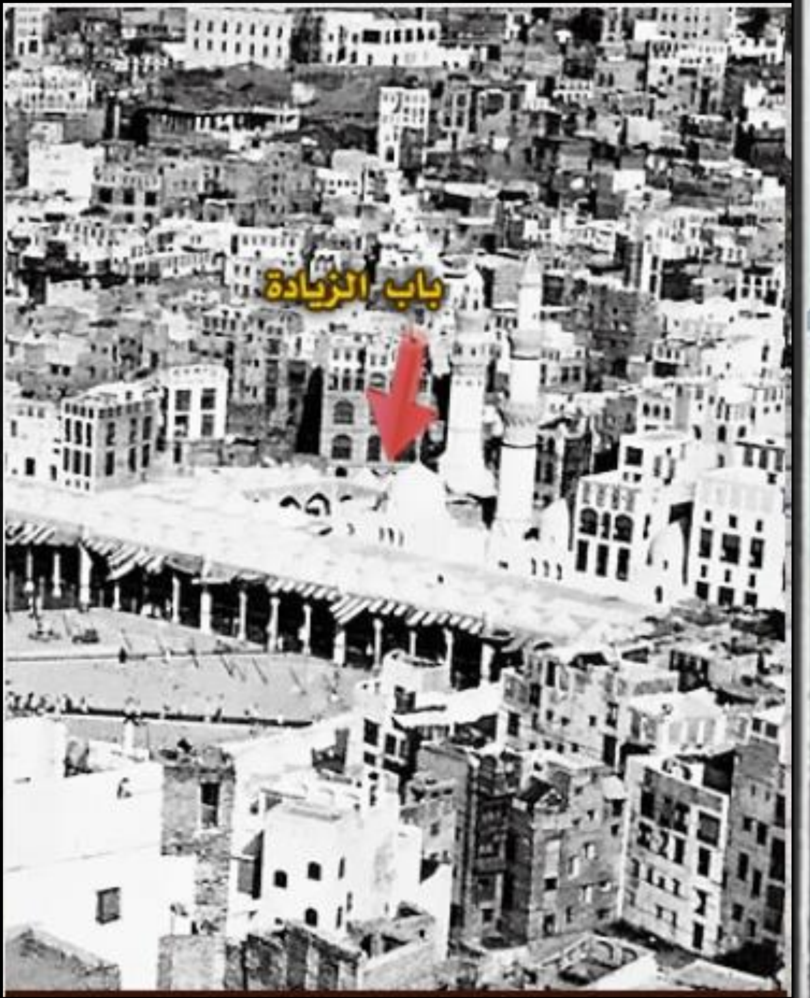

دارُ النَّدْوَة

- قصی نے اس دار الندوہ کی بنیاد رکھ کر حقیقت میں مکہ میں شہری زندگی کی بنیاد رکھی، کیونکہ دار الندوہ کی تعمیر سے دیگر افراد نے اسی کو دیکھتے ہوئے اپنے گھروں کی تعمیرات انجام دیں
- قصی کی وفات کے بعد دار الندوہ کی سرپرستی اس کے بیٹے عبدالدار کے پاس پہنچی
- اس کے بعد عبدالدار اور عبد مناف کے بیٹوں کے درمیان سرپرستی کے اختلافات ہوئے پھر آخرکار عبدالدار کے بیٹوں کے حصے میں اس کی سرپرستی آئی (ابن اثیر)
- پھر حکیم بن حزام نے دارالندوہ کو منصور بن عامر بن ہشام بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی سے خرید لیا۔ پھر عکرمہ بن ہشام نے حکیم بن حزام سے خرید لیا
- اسلام کے بعد معاویہ بن ابوسفیانؓ نے ایک لاکھ درہم کے بدلے کو خرید لیا جنہوں نے اس کو مکہ کا دارالامارہ بنا دیا
- اس کے بعد امویوں اور عباسیوں کے ابتدائی دور میں حج کے موسم میں خلفا کی اقامت گاہ رہا
- تیسری صدی ہجری کے آواخر میں المعتضد باللہ (خلیفہ عباسی) کے دوران اس عمارت کی دوبارہ تعمیرات اور مرمت کا کام ہوا اور اس میں نئے ستونوں اور طاقچے بنا کر مسجد الحرام کے ساتھ ملحق کر دئے گئے اور وہ مسجد الحرام کا حصہ شمار ہونے لگے

دارُ النّدُوَۃ کی مشاورت

- نبی اکرم ﷺ کے بہت سارے ساتھیوں کے مدینہ ہجرت کر جانے سے قریشِ مکہ کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ بہت جلد آپ (ﷺ) بھی مدینہ چلے جائیں گے
- آپ ﷺ کا مدینے چلے جانا قریشِ مکہ کو کئی لحاظ سے قابلِ قبول نہ تھا:

1. مدینہ میں آپ ﷺ کی موجودگی، اور آپؐ کا اہل ایمان کے گروہ کے ساتھ رہنا، آپؐ کا حلقۂ اثر کا بڑھنا، آپؐ کی دعوت کی توسیع کو وہ اپنے کفر و شرک کے نظام اور اقتصادی اجتماعیت کے لیے چیلنج سمجھتے تھے
2. قریشِ مکہ آپ ﷺ کی فہم و فراست اور قائدانہ صلاحیتوں، آپ ﷺ کے صحابہ کی جاںثاری، عزیمت اور استقامت کو اچھی طرح جانتے تھے، جو مستقبل میں ان کے لیے ایک مدِمقابل بننے کا پیش خیمہ تھے
3. آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی مدینہ میں اوس وخزرج کے قبائل کے درمیان جا رہے تھے جو کئی برس تک خانہ جنگی کی تلخیاں چکھنے کے بعد اب باہمی رنج وعداوت کو ختم کرنے پر آمادہ تھے، اور اور آپس میں طویل جنگ لڑ کر خوب جنگی مہارت پیدا کر چکے تھے ۔اُن کی باہمی جنگ بندی اور ممکنہ طور پر مسلمان ہونا قریشِ مکہ کے لیے ایک خطرے کی گھنٹی تھی
4. یمن سے شام تک بحر احمر کے ساحل سے قریش کی تجارتی شاہراہ انتہائی اہمیت کی حامل تھی، اس شاہراہ کے ذریعے سے صرف شام سے ہی اُن کا تجارتی حجم ڈھائی لاکھ دینار (سونے) کے برابر تھا، آپ ﷺ کا مدینہ میں اثرورسوخ اور قوت حاصل کرنا ان کی تجارت ومعیشت کو براہِ راست خطرہ تھا

دارُ النّدوَہ کی مشاورت

- ان تمام خطرات کے پیش نظر انہوں نے اہل مکہ کی ایک بڑی مشاورت طلب کی جس میں قریش کے تمام قبائل کے اہم ترین نمائندہ افراد شریک ہوئے
- دار الندوہ کی یہ مشاورت بیعتِ عقبہ کبریٰ کے تقریباً ڈھائی مہینہ بعد ۲۶ صفر ۱۴ نبوی، مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ بروز جمعرات، دن کے پہلے پہر ہوئی (رحمۃ للعالمین - قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری)
- مشاورت کے شرکاء:
  - ← بنی عبد شمس سے: عتبۃ بن ربیعۃ، شیبۃ ابن ربیعۃ، اور ابو سفیان بن حرب
  - ← بنی نوفل بن عبد مناف سے: طُعَیمۃ بن عدی، جبیر بن مطعم، اور الحارث بن عامر بن نوفل
  - ← بنی عبد الدار سے: النضر بن الحارث
  - ← بنی اسد سے: ابو البختری بن ہشام، زمعۃ بن الأسود بن المطلب، اور حکیم بن حزام
  - ← بنی مخزوم سے: ابو جہل بن ہشام
  - ← بنی سہم سے: نُبیہ بن الحجاج اور منبّہ بن الحجاج
  - ← بنی جمح سے: امیہ بن خلف

اس مشاورت میں ابلیس نے بھی شیخِ نجد کے طور پر شرکت کی

دارُ النَّدْوَة کی مشاورت

- مشاورت میں مختلف تجاویز پیش ہوئیں-سب سے پہلے ابو الاسود نے یہ تجویز پیش کی کہا گر ہم محمد (ﷺ) کو مکہ سے نکال دیں تو پھر ہمیں اسے کیا غرض رکھنی لیکن شیخِ نجد (ابلیس) نے اس کو دلائل سے رد کر دیا
- اس کے بعد ابوالبختری نے یہ رائے پیش کی کہ اسے لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر قید کردو اور باہر سے دروازہ بند کردو۔ پھر اسی انجام (موت) کا انتظار کروجو اس سے پہلے دوسرے شاعروں مثلاً: زہیر اور نابغہ وغیرہ کا ہوچکا ہے، لیکن شیخِ نجد (ابلیس) نے اس دلیل کو بھی بڑے دلائل کے ساتھ رد کر دیا جس پہ سب متفق ہوگئے
- تیسری مجرمانہ تجویز مکہ کے سب سے بڑے مجرم ابو جہل کی طرف سے پیش کی گئ کہ ہم ہر خاندان اور ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر اور طاقتور نوجوان لیں، پھر وہ سب ایک ساتھ محمد ﷺ پر اپنی تلواروں کا ایک ایک بھرپور وار کر کے اسے قتل کر دیں، پھر محمد ﷺ کے خاندان والوں میں اتنی طاقت نہیں ہو گی کہ وہ سب قبیلوں سے جنگ کر پائیں، لہٰذا وہ خون بہا (فدیے کی رقم) لینے پر آمادہ ہو جائیں گے جو کہ ہم انہیں دے دیں گے اور یہ قصہ ختم ہو جائے گا"-ابلیس (شیخ نجد) نے اس رائے کی توثیق کی اور اسے صائب اور قابلِ عمل قرار دیا
- اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کے پاس بھیج کرآپ ﷺ کو مشرکین مکہ کے منصوبے سے آگاہ کر دیا(۸/۳۰) اور آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ آپؐ روزانہ جس بستر پر سوتے ہیں، آج رات اس پر نہ سوئیں
- اس بدبخت گروہ جس نے آپ ﷺ کے گھر کو محاصرہ کر رکھا تھا آپ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے، اللہ نے آپؐ کو ان کے درمیان سے بحفاظت نکال لیا اور آپؐ مدینہ ہجرت کرنے کے لیے ابو بکرؓ کے گھر روانہ ہوگئے